مولانا انوار الحق صاحب۔
نائب مہتمم واستاذ الحدیث جامعہ حقانیہ

شہیدوں کے خون سے منور سرزمین

افغانستان میں چار دن

احقر ۱۴ ذی الحجہ کو علماء کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ، جوکہ استاذ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ استاذ جامعہ حقانیہ، حضرت مولانا صاحبزادہ فضل الرحیم، نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا علی اصغر صاحب عباسی مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا عبدالمتین صاحب، استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور، ممتاز سماجی کارکن اور طالبان تحریک کے پرجوش حامی میاں حضران بادشاہ، حاجی عبداللہ صاحب لاہور، حافظ قاری اجود جدید لاہور، حافظ عبدالستار اکوڑہ خٹک پر مشتمل تھا، آگ وخون کے سمندر سے گزر کر اسلامی فکر کی اشاعت و ترویج کے لیے لاکھوں شہداء کی قربانی دینے والی سرزمین افغانستان میں طالبان کے زیر انتظام علاقوں میں ان کے کارناموں کو دیکھنے کے لئے ان سرفروشوں کی دعوت پر جاکر چار دن گزارنے کے بعد واپس آیا۔ وہاں جو کچھ دیکھا اور پایا، سپرد قلم کرنے سے پہلے حصہ اول میں طالبان تحریک کے مختصر پس منظر کو عرض کرنے کے بعد انشاء اللہ مشاہدات وتاثرات پر مبنی دوسرا حصہ اگلے شمارہ میں قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعی کرونگا۔

پاکستان اور وسط ایشیاء کے نقشے پر ایک بار پھر ابھرنے والی اسلامی ملکوں کے سنگھم پر واقع مملکت افغانستان سولہ سال سے پوری دنیا کے ذرائع ابلاغ اور عام وخاص کی توجہ کا مرکز ومحور رہا ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت پر مشتمل بیشتر ممالک کسی نہ کسی شکل وصورت میں اسلام دشمن طاقتوں کے زیر تسلط رہے۔ مگر افغانستان واحد اسلام کے نام پر مرمٹنے والے

غیور مسلمانوں کا خطہ ہے کہ اسے وقت کی بڑی بڑی جابر و قاہر استعماری قوتیں بھی زیر نہ کر سکیں۔ جب بھی نوآبادیاتی نظام کے علمبرداروں نے اس ملک کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو ان کو منہ کی کھانی پڑی۔ اسی شوق غلبہ واقتدار کی خواہش کے پیش نظر سولہ سال قبل اس وقت کا سرخ سامراج جو سویت یونین کے نام سے دنیا کے نقشے پر موجود تھا، نے اس قوم کو للکار کر ظالمانہ یلغار کی۔ یہ وہ وقت تھا جب اسلامی نظام اور اسکے ثمرات سے خائف بالخصوص انگریز سامراج نے مسلمانوں کے دلوں سے جہاد کا جذبہ ختم کرنے کے لئے تمام حربے استعمال کئے۔ اور انہی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں جہاد کا جذبہ سرد ہوکر ملت اسلامیہ دنیا کی کمزور ترین، بے بس، عضو معطل اور مغلوب و مجبور قوم بن کررہ گئی۔ اور ملت اسلامیہ کا وہ قوت و دبدبہ جو جہاد کے برکت سے پورے عالم میں مسلّم رہا۔ جہاد کو چھوڑ کر امت اجتماعی مشکلات اور مایوسیوں کے گرداب میں پھنس گئی حالانکہ ایک وہ وقت تھا کہ امت مسلمہ جہاد کے جذبہ اور سپرٹ سے سرشار تھی جہاد کا علم لے کر کفر کی تمام طاقتیں ان کے سامنے سرنگوں رہیں۔ مسلمان اس عزت ووقار کے علامت کو ترک کر کے اپنے ذلت ورسوائی کا باعث بنے۔ حضور اکرمؐ نے جس اہم فریضہ کو "ذروۃ السنام" "اسلام کی کوہان، یعنی رفعت وبلندی سے تعبیر کر کے اسلام کے دعویداروں کو اسکی طرف راغب کرنے کی کوشش کی اغیار کے پراپیگنڈہ اور جال میں پھنس کر اللہ کے وعید "کہ جو قوم جہاد ترک کر دے اللہ اسے عذاب عامہ میں مبتلا کر دیتے ہیں" کا مصداق بن گئے، اور اسلام دشمن قوتیں صرف نام کے مسلمانوں کے زیر کنٹرول علاقوں کے در پردہ مالک بن کر ان کو اپنے احکامات اور نظریات کا تابع بنادیا۔ ان مایوس کن حالات میں افغانستان کے باسی قابل صد آفرین ہیں کہ روسی استعمار کا مقابلہ نہایت بے سروسامانی کی حالت میں کر کے انہوں نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی نہ صرف یاد تازہ کر دی بلکہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے عاری، مردہ اجسام میں ایک نئی روح پھونک دی۔

عالم اسلام کے مظلوم ومغلوب مسلمانوں کو زندہ رہنے کا سلیقہ سکھایا۔ یہ وہ دور تھا کہ دنیا کے بڑے بڑے سیاستدان ماہرین حرب و عسکری امور، سویت یونین جیسی سپرپاور قوت کے مقابلہ میں افغانستان کے بے سروسامانی، بھوک وافلاس کی حالت میں لڑنے والے مجاہدین کو شرپسند تخریب کار" اور " دیوانوں" جیسے القاب سے نوازتے رہے۔ اور فخریہ انداز میں دعوے کرتے کہ روسی استعمار کو شکست دیکر افغانستان سے نکالنے کے دعوے " دیوانوں" کی " بڑ" ہیں۔ اور یہ ممکن ہی نہیں کہ روسی افواج کسی ملک میں داخل ہوجائیں اور ان کو بزور قوت نکالا جائے۔ یہ تو مخالفین کے دعوے تھے مگر مجاہدین افغانستان نے علم جہاد بلند کرنے کے بعد تقریباً سولہ لاکھ جانوں

کی قربانی اور اتنے ہی تعداد میں معذور و زخمیوں اور ۲/۳ حصہ گھربار چھوڑ کر ہجرت کے نذرانے پیش کرنے کے بعد نہ صرف سویت یونین کو شکست سے دوچار کر دیا بلکہ دنیا کے نقشے سے اس نام ونہاد سپر قوت کے شناخت کو بھی مٹا کر پارہ پارہ کر دیا۔ افغان جہاد کے دوران نصرت خداوندی کے وہ عجیب وغریب واقعات وحالات رونما ہوئے جن کی وجہ سے دنیائے کفر پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ حق وباطل کے درمیان اس طویل ترین جہاد کے ثمرات ضائع کرنے کے درپے ہوئے۔

مجاہدین کی پے درپے کامیابیوں کو دیکھ کر دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے دینی حمیت اور درد رکھنے والے مخلص مسلمانوں کو امید پیدا ہوئی کہ انشاء اللہ پندرھویں صدی ہجری میں ایک بار پھر ایسی مملکت دنیا کے نقشے پر ابھر کر سامنے آئیگی جسمیں حقیقی طور پر اسلامی نظام کا نفاذ ہوگا اور یہ مملکت پورے عالم اسلام، روس کے زیر تسلط مقہور ومظلوم وسطی ایشیائی ریاستوں اور ساری دنیا میں اسلام کے نشاۃ ثانیہ کیلئے سنگ میل ثابت ہوگی۔ مگر اسلام کو "بنیاد پرستی" اور "دہشت گردی" کا نام دینے والے، مسلمان کے نام سے الرجک قوتوں اور ان کے نمک خوار آلہ کاروں کو اس جہاد کی کامیابی میں اپنی تباہی کے خطرات نظر آنے لگے۔ کہ افغانستان ایک مکمل اسلامی مملکت بن کر کہیں امت مسلمہ کے اتحاد اور پوری دنیا میں اسلامی تحریک کے احیاء کا ذریعہ نہ بن جائے۔ اس خوف کے پیش نظر سارا عالم کفر اور انکی ایجنسیاں اس عظیم جہاد کے نتائج کو منطقی انجام تک پہنچنے کے خلاف متحد ہوئیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دنیائے اسلام کے مخلص مسلمانوں کی افغان جہاد سے جو توقعات اور تمنائیں تھیں وہ شرمندہ تعبیر نہ ہوسکیں۔ بدقسمتی سے وہی لوگ جو سرخ سامراج کے خلاف ایک لمبے عرصہ تک میدان جنگ میں صف آرا تھے۔ روسی افواج کے افغانستان سے خائب وخاسر ہونے اور راہ فرار و شکست اختیار کرنے کے بعد آپس میں "تخت کابل" کے حصول کے لئے باہم مشت وگریباں ہوئے وہی اسلحہ وہی توپ و تفنگ جن کا رخ کل مشترکہ دشمن کی طرف تھا ہوس اقتدار کی خاطر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف استعمال ہوا۔ افغانستان کے لاکھوں شہداء، معذورین کے اعزہ واقارب اور ورثا اپنے ہر قسم کے مصائب ومشکلات کو اس خندہ پیشانی وصبر وشکر سے برداشت کرتے رہے کہ ان کی قربانیوں کے طفیل شریعت مطہرہ سے مالامال ایک اسلامی سلطنت قائم ہوکر ان کی تمام مشکلات وپریشانیوں کا مداوا کریگی مگر ان کی یہ آس یاس میں بدل گئی اور افغانستان سے غاصب لیڑوں کو نکالنے والوں کو نئی مشکل سے دوچار ہونا پڑا۔ امن کے متلاشی لوگ مزید بدامنی اور جنگ وجدل کا شکار ہوئے۔ قدم قدم پر روسی لیڑوں اور غاصبوں کی جگہ اپنے ہم وطن راہزنوں نے لی۔ نفاذ احکام شرعیہ کی بجائے پہلے سے رائج دور الحاد

کے قوانین اور رسوم کو استحکام ودوام دینے کی کوشش کی گئی۔ احترام آدمیت کا مکمل فقدان رہا۔ عورت کی عصمت اور چادروچاردیواری کے تقدس کو اس بے دردی سے پائمال کرنے کا سلسلہ شروع ہوا کہ افغان جہاد میں حصہ لینے والے غریب وبے بس افغانی روسی تسلط کے زمانہ میں ارباب اقتدار لوگوں کے دوبارہ اقتدار میں آنے کی دعائیں کرنے لگ گئے۔ کئی قدآور اسلامی شخصیات اور تحریکوں نے آپسمیں خون ریزی کرنے والے رہنماؤں کو ایک جگہ بٹھا کر ان کے درمیان صلح وآشتی سے رہنے کی باربارکوششیں کیں۔ مگر یہ تمام مساعی "صدابصحراء" سے زیادہ حیثیت حاصل نہ کرسکیں۔ افراتفری کا سلسلہ مزید بڑھتا رہا۔ دنیا کے چپے چپے میں لاکھوں دربدر ٹھوکریں کھانے والے مہاجر جو طویل عرصہ سے اپنے ملک ووطن جانے کیلئے بے چین رہے۔ ان کی واپسی تو درکنار، مزید لاکھوں بے سروسامان افغانی آپس کے خانہ جنگی کے خوف وتباہی سے اپنے ہی وطن سے ہجرت کرنے لگ گئے۔ اور مہاجروں کا نہ تھمنے والا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا۔ وہ بعض اسلامی ممالک جنہوں نے جہاد کے دوران مجاہدین کی مقدور بھر جانی ومالی اعانت اور سرپرستی کی تھی۔ اسلام کے نام پر جہاد کرنے والوں کی آپس میں کشت وخون کا خوفناک کھیل دیکھ کر اپنے تعاون پر پچھتانے لگ گئے حتیٰ کہ عالم اسلام کے نامی گرامی علماء وشیوخ جو اس سے پہلے افغانستان کی آزادی کیلئے مرمٹنے کے خواہشمند تھے وہ افغان جہاد کا نام تک سننے کے روادار نہ رہے۔ اس ملک کے ساتھ ان کی عقیدت ومحبت، غیظ وغضب اور نفرت میں تبدیل ہوگئی۔ یہی وہ حالات تھے کہ افغانستان کے رہنمایان کے انتشار وافتراق سے فائدہ اٹھاکروہی کمیونسٹ شکست خوردہ عناصر جن کے خلاف افغان عوام نے تن من دھن کی بازی لگادی تھی۔ امہ مسلمہ کے دشمنوں کے ایماء پر سراٹھاکراقتدار پر دوبارہ قبضہ کیلئے پرتولنے لگ گئے۔ جہاد افغانستان کے علمبرداروں کے اس اندوھناک عمل کے نتیجہ میں مخالفین کو نیا حوصلہ ملا اور انہوں نے دوبارہ صف آراء ہونا شروع کردیا۔

روسی سامراج افغانستان سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے اس ترقی یافتہ سائنسی دور کا جدید ترین اسلحہ بھی ڈھیروں کے حساب سے اسی شہیدوں کے مقدس خون سے رنگے ہوئے سرزمین میں چھوڑ گیا۔ جہاد کے موقع پر اپنے آپ کو قائدین کہلوانے والے رہنما فہم وفراست سے کام لیتے تو افغانستان میں دنیا کی ایک حقیقی ومثالی اسلامی حکومت قائم ہوکر یہی جنگی وحربی وسائل نہ صرف افغانستان کے استحکام کا ذریعہ بنتے بلکہ اسی کے ذریعہ کشمیر، بوسنیا، فلسطین اور اسلامی نظام کے احیاء کے لئے سردھڑکی بازی لگانے والی دیگر تحریکوں کو بھی بے پناہ قوت کا باعث بن جاتا۔ مگر ہائے افسوس کہ کابل قصر صدارت وامارت کے حریصوں نے اسی مال غنیمت کو اپنے ہی لوگوں کے

خلاف استعمال کر کے لاکھوں افغانیوں کی جانیں ضائع کردیں۔ بچے کچھے شاہراہ تباہ اور شہر کھنڈرات میں تبدیل ہوگئے۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں اور یقیناً اسکی لاٹھی بے آواز ہے۔ اللہ نے افغان قوم کی آزمائش اور امتحان کا سلسلہ ذرا طویل کرنا تھا مگر ان کے مصائب کی طوالت میں خالق ایزدی کے لاتعداد مصلح پنہاں تھے۔ جب فسق وفجور، خونریزی بھیمانہ جرائم سفا کی وبربریت کا سیلاب انتہا کو پہونچ چکا تو اللہ نے سولہ لاکھ شہیدوں کے پاک وصاف خون کی لاج رکھنے، لاکھوں یتیموں، بیواؤں، زخمیوں کے آہوں وعاؤوں کو شرف قبولیت دینے کیلئے اپنے تائید ایزدی سے مظلوم افغانی عوام کے نجات کے لئے ایک جماعت کا انتخاب فرمایا۔ جن کی تحریک،" تحریک طالبان" کے نام سے شروع ہوکر مختصر وقت میں افغانستان کے تمام اطراف میں پھیل گئی۔ یہ قافلہ دینی مدارس میں قال اللہ وقال الرسولؐ کا ذکرووِرد کرنے والے نیک سیرت وفرشتہ صفت پاکبازوں کا ایک چھوٹا سا گروہ تھا، جنہوں نے اپنے امیر حضرت مولانا محمد عمر صاحب کے قیادت میں اللہ کا نام لے کر ملت وقوم کے دشمنوں کے خاتمہ کیلئے علم جہاد بلند کر کے ساری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ تحریک جو افغانستان کے صوبہ قندہار سے شروع ہوئی تھی۔ قلیل مدت میں ہلمند، فراہ سمیت بارہ صوبوں کو اپنی آغوش میں لیکر خالص اسلامی نظام قائم کردیا۔

طالبان کوئی غیر انسانی وغیر افغانی یا باہر سے امپورٹ شدہ اجنبی مخلوق نہ تھی بلکہ اسی افغانی قوم کا حصہ اور افغان جہاد میں روس کے خلاف بے جگری سے لڑکر آگ وخون کے دریا سے کندن بن کر نکلے تھے۔ اپنے قوم کے ساتھ شانہ بشانہ لڑ کر سرخ سیلاب کے مقابلہ میں سد سکندری کی حیثیت سے ثابت قدم رہے۔ اسی جہاد میں ہر قسم کی مشکلات وطوفانوں سے نمٹنا سیکھا۔ جدید آلات حرب کے استعمال میں مہارت حاصل کی۔ نہ کسی نے باہر سے ان کے ملک میں داخل ہوکر ان کو جنگی تربیت دی اور نہ کسی دوسرے ملک میں جاکر ان کو تربیت حاصل کرنے کی ضرورت پڑی۔ اور نہ ان کو بلاوجہ ملک میں مزید خون کے دریا بہانے کا شوق تھا۔ روسی درندوں کے فرار کے بعد تو انہی طالبان نے ملکی امور کو اپنے قائدین کے رحم وکرم پر چھوڑ کر حصول علوم دینیہ کیلئے اپنے مدارس ومساجد کا رخ کرلیا تھا۔

عمائدین احزاب کے فہم وفراست سے عاری اقدامات سے ملک بہتری کی بجائے تباہی کے کنارے پہونچنے کی حالت دیکھ کر یہ طبقہ طلباء دوبارہ اپنا محبوب ترین مشغلہ تعلیم وتعلم چھوڑ کر شکستہ دلی کے ساتھ پھر میدان میں اتر آئے۔ افغان قوم جن پر مسلسل کئی سالوں سے ظلم کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے رہی سہی کسر اپنوں نے پوری کردی۔ طالبان کی تحریک کا سنکر اپنی

پلکیں ان کے راہوں میں بچھانے لگے گئے ۔ اس طبقہ طلباء کی غریب پروری ، حسن سلوک اور امن وشریعت کے تنفیذی عمل کو دیکھ کر افغانستان کے تقریباً سبھی علماء وطلباء جو مختلف احزاب کے ساتھ منسلک تھے ، طالبان کے جھنڈے تلے متحدو متفق ہوگئے ۔ اور پھر طالبان نے جرات وبہادری کے وہ کارنامے دکھائے کہ اہل مغرب اور اس کے چیلے چانٹوں نے جو پہلے ہی اسلامی تحریکوں سے خوفزدہ تھے ، نے اسلام اور اسکے متوالوں کے خلاف میڈیا کے میدان میں بے پناہ افواہوں اور الزامات کا طوفان برپا کردیا ۔ طالبان چونکہ اللہ کے دین کی سربلندی ، افغانستان کو ایک صحیح اور مکمل اسلامی ملک بنانے ، دنیا کے مظلوم ومغلوب مسلمانوں کے ارمانوں کی تکمیل ، افغان عوام کو اسلحہ کے خوفناک ذخیروں اور اس پر قبضہ کرنے والوں سے نجات جیسے عزائم لے کراٹھے تھے ، انھوں نے باطل قوتوں کی تمام افواہوں اور سازشوں سے بے پرواہ ہوکر اپنی منزل کی طرف سفر جاری رکھا ۔ جس کا نتیجہ الحمدللہ آج تمام دنیا کے سامنے ہے ۔ افغانستان کا ۲/۳ حصہ جو کہ ۲۳ صوبوں پر مشتمل ہے ۔ بشمول دارالخلافہ کابل ، طالبان کے کنٹرول میں آچکا ہے ۔ اس جدوجہد کے طفیل ان علاقوں میں اسلامی نظام کے نفاذ کے جن برکات کا مشاہدہ اپنے آنکھوں سے کیا انشاء اللہ اس کا تفصیلی ذکر اگلے قسط میں زیر قلم لانے کی کوشش کروں گا ۔

یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہے کہ افغان جہاد میں جہاں اسلامی دنیا اور پاکستان کے دیندار مسلمانوں کی نظریں خیرالقرون کی جھلک دیکھنے کیلئے افغانستان پر لگی ہوئی تھیں ، اور ہر قسم کی جانی ومالی تعاون سے دریغ نہ کیا ۔ اسی طرح برصغیر پاک وہند کی عظیم دینی یونیورسٹی جامعہ (دارالعلوم حقانیہ) کا بھی اللہ کے فضل سے بہت بڑا حصہ ہے ۔ جہاد شروع ہوتے ہی اس جامعہ کے وہ فضلاء جنھوں نے اپنے روحانی کمانڈر اور مربی حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مضجعہ سے صحاح ستہ میں ابواب الجہاد اور ابواب المغازی پڑھتے وقت خصوصی تربیت حاصل کی تھی اور جہاد کے جذبہ سے مالامال تھے ۔ روس کے مقابلہ میں سبھی محاذوں پر فرنٹ لائن پر رہے اور اس جامعہ کے فضلاء وطلباء کا افغان جہاد کے دوران اہم رول اور سویت یونین کو تاریخ کے صفحات سے مٹانے میں اس کا اہم کردار تاریخ عالم اسلام کے زرین باب کی حیثیت سے قائم ودائم رہے گا ۔ دارالعلوم کے روحانی فرزندگان نے سوویت سامراج کو شکست دینے پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنے ہم وطن درندوں اور اقتدار کے پجاریوں سے افغان ملک وملت کو خالی کرنے کیلئے جب طالبان کمرباندھ کر میدان میں نکلے اسمیں بھی جامعہ حقانیہ کے فضلاء وطلباء سب سے آگے رہے اور آج بھی جن

محاذوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کی ایک الگ جھلک بھی آئندہ " سفرافغانستان " کے تذکرہ کے دوران سامنے آئیگی۔

طالبان کے قائدین ومجاہدین بھی جامعہ حقانیہ کو اپنا روحانی تربیتی مرکز سمجھ کر وقتاً فوقتاً یہاں تشریف آوری کے بعد اس ادارہ کے منتظمین اور اپنے اساتذہ کوخدائی فورس کے زیر کنٹرول آزاد اسلامی علاقوں کے دورے کی دعوت دیکر ان مربیوں کے افغان سرزمین آنے کو اپنے لئے عزوافتخار کا سبب سمجھتے ہیں۔ انہی مخلص طالبان ومجاہدین اور تلامذہ کے باربار اصرار پر کئی دفعہ احقر نے اپنے آنکھوں سے رحمتوں کی اس سرزمین کو دیکھنے کا ارادہ کیا مگر مسلسل مصروفیات کی وجہ سے یہ ارادہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔

۱۱، ۱۲ ذی الحجہ مطابق ۲۰ اپریل کے درمیانی رات رفیق محترم حضرت مولانا صاحبزدہ فضل الرحیم صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نے فون پر افغانستان جانے اور وہاں پر طالبان کے قائم کردہ نظام شریعت کا قریب سے مطالعہ کرنے اور اس بابرکت سرزمین کو دیکھنے کا پروگرام بنانے پر اصرار کیا۔ حضرت مولانا موصوف کے ساتھ بچپن سے کچھ اس قسم کا تعلق ہے کہ آج تک جب بھی بیرونی اسفار پر جانے کا اتفاق ہوا۔ مولانا صاحب کی معیت رہی۔ اسی دیرینہ و برادرانہ تعلق کی بناء پر ان کی فرمائش سے انکار نہ کرسکا۔ ہاں کرکے ذہنی طور پر اس مقدس سفرپرجانے کیلئے تیار ہوا۔ حالانکہ ان دنوں پہلے سے موجود بیماری میں اضافہ کیوجہ سے سفرمیں اسکے شدت اور بڑھنے کے بھی خطرات تھے۔ مگر اس تصور سے کہ افغانی علماء وطلباء اور مجاہدین کے پاک خون سے رنگین سرزمین کا سفر ایمان کی تازگی اور اسلام کے نشاۃ ثانیہ کے خواہش کی تقویت کا ذریعہ بنے گا۔ اس بابرکت سفرکو ترتیب دینے کیلئے پشاور میں طالبان ہیڈآفس جسکو ان کی اصطلاح میں " نمائندگی " کہاجاتا ہے۔ فون کے ذریعہ اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔ نمائندگی کے مسئول یا انچارج مولانا عبدالقدیر جو حقانیہ کے فارغ ہیں نے فرط جوش اور خوشی میں کہا کہ اگر آپ لوگ ابھی اسی وقت روانہ ہونا چاہیں تو ہمارے وسائل حاضر ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر خوشی کا موقع ہم روحانی اولاد کیلئے کیا ہوگا۔ کہ ہمارے اساتذہ بنفس نفیس جاکر ہمارے مساعی کا مشاہدہ کرسکیں۔ ان کے ساتھ مشورہ سے یہ طے ہوا کہ ۱۴ ذی الحجہ مطابق ۲۲ اپریل بروز منگل میرے ساتھ علماء کا ایک مختصر سا قافلہ ایک بجے ظہر آپ کے دفتر پہونچ کر وہاں سے جلال آباد کی جانب روانہ ہوگا۔

(جاری ہے)

مؤتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ کی ایک اور پیش کش

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ الآیۃ

انوارِ حق

جلد اوّل

جامعہ دار العلوم حقانیہ کے نائب مہتمم استاذ حدیث و تفسیر حضرت مولانا انوار الحق حقانی صاحب کے خطبات اور مواعظ جمعہ کا حسین گلدستہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کی ایک جھلک "الولد سر لابیہ" کا ایک نمونہ علوم و معارف کا خزینہ مختلف موضوعات پر علمی و دینی اور روح پرور تقاریر کا دلچسپ مرقع "از دل خیزد بر دل ریزد" کا صحیح مصداق، سلاست اور جامعیت میں اپنی مثال آپ ہے، خطباء، واعظین، مبلغین اور اصلاحی حلقوں میں یکساں مفید ہے

خوشخبری: کتاب شائع ہوگئی ہے!

مرتبین

- حافظ فضل اللہ جان سواتی
- حافظ سلمان الحق حقانی

مؤتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ